

صیہونیت: ”جب نا انصافی قانون بن جاتی ہے، تو مزاحمت فرض بن جاتی ہے“

انیسویں صدی کے آخر میں یورپی نوآبادیاتی منطق سے جنم لینے والا ایک منصوبہ، جو نسلی قوم پرستی میں پتسمہ لیا گیا اور مذہبی نجات کے بھیس میں فروخت کیا گیا، آج جدید دنیا میں سب سے بڑے دکھوں کے محرکات میں سے ایک بن گیا ہے۔ المیہ نہ صرف یہ ہے کہ اسرائیل فلسطینیوں کے ساتھ کیا کرتا ہے، بلکہ اس میں یہ بھی ہے کہ نام نہاد مہذب دنیا اپنے قوانین، زبان اور اخلاقیات کو اسے جائز قرار دینے کے لیے کس طرح مسخ کرتی ہے۔ یہ صرف فلسطین نہیں جو محاصرے میں ہے۔ یہ سچائی ہے۔ یہ انصاف ہے۔ یہ خود انسانیت ہے۔

مسیحائی جنون: نیتن یاہو کی تباہی کی جنگ

جب اسرائیلی وزیراعظم بنجامن نیتن یاہو نے 7 اکتوبر کے بعد بائبل بیانات کا سہارا لیا - ”عماق“ کی تباہی کا مطالبہ کرتے ہوئے اور مہم کو ”نور کے بچوں“ اور ”اندھیرے کے بچوں“ کے درمیان جنگ کے طور پر پیش کیا - تو وہ صرف ایک فوجی آپریشن کا اشارہ نہیں دے رہے تھے۔ وہ ایک نسل کشی کی صلیبی جنگ کا اعلان کر رہے تھے۔ یہ مسیحائی قوم پرستی تھی جو الہی حق کے پردے میں چھپی ہوئی تھی۔

بہودی صحیفوں میں ”عماق“ اس دشمن کی طرف اشارہ کرتا ہے جسے مکمل طور پر تباہ کر دینا ہے، بشمول عورتیں اور بچے۔ یہ کوئی اتفاق نہیں تھا۔ یہ صیہونیت بے نقاب تھی: انتہائی قوم پرستی اور آخرت کے عسکریت پسندی کا زہریلا امتزاج۔ ایک نوآبادیاتی تحریک جو مذہبی برتری کے پردے میں چھپی ہوئی ہے۔ اور یہ ایک قوم کی روح اور دنیا کے ضمیر کو نگل رہی ہے۔

”اب جا اور عماق پر حملہ کر اور ان کے پاس جو کچھ ہے اسے مکمل طور پر تباہ کر دے۔ انہیں معاف نہ کر، بلکہ مرد و عورت، بچوں اور شیر خواروں، بیلوں اور بھیڑوں، اونٹوں اور گدھوں، سب کو قتل کر۔“ (1 سموئیل 3:15)

صیہونیت یہودیت نہیں ہے

اسرائیل دعویٰ کرتا ہے کہ وہ یہودی ریاست ہے۔ لیکن یہودیت صیہونیت نہیں ہے۔ یہودیت اسرائیلی ریاست سے ہزاروں سال پرانی ہے۔ یہ ایک ایسی عقیدہ ہے جو انصاف، یادداشت اور اخلاقی قانون پر مبنی ہے۔ کوئی اسلامی ریاست یہ دعویٰ نہیں کرتی کہ وہ تمام مسلمانوں کی نمائندگی کرتی ہے۔ حتیٰ کہ وٹیکن بھی یہ دعویٰ نہیں کرتا کہ وہ تمام عیسائیوں کی نمائندگی کرتا ہے۔ لیکن اسرائیل دعویٰ کرتا ہے کہ وہ تمام یہودیوں کی طرف سے بولتا ہے۔ اس دعوے کو ہتھیار بنا کر اختلاف رائے کو خاموش کرنے، تنقید کو جرم قرار دینے اور ذمہ داری سے بچنے کے لیے۔

صیہونیت ایک 19 ویں صدی کی سیاسی تحریک ہے جو یورپی نسلی منطق اور نوآبادیاتی استحقاق پر مبنی ہے۔ 1897 میں پیدا ہوئی، اس نے 1933 میں ہاوارا معاہدے کے تحت نازیوں کے ساتھ تعاون کیا تاکہ یہودیوں کو فلسطین منتقل کیا جائے جبکہ یہودیوں کی قیادت میں جرمنی کے خلاف اینٹی فاشسٹ بائیکاٹ کو کمزور کیا۔ اس نے ایسی حکمت عملی استعمال کیں جو آج دہشت گردی کے طور پر لیبل کی جائیں گی۔ بم دھماکے، قتل اور نسلی صفائی۔ تاکہ برطانوی مینڈیٹ اور مقامی فلسطینی آبادی کو بے دخل کیا جائے۔

1948 میں، اسرائیل نے خود کو ایک ریاست قرار دیا، ناکہ میں 700,000 سے زائد فلسطینیوں کو بے دخل کیا، ان کے دیہات کو مٹایا اور یہانیہ کو دوبارہ لکھا۔ اس کے بعد سے، اسرائیل ایک نسل پرستی کے نظام کے طور پر کام کر رہا ہے۔ زمینوں کو ضم کرنا، لہروں کو مسمار کرنا، بچوں کو گرفتار کرنا اور ایک فوجی قبضہ نافذ کرنا جو بین الاقوامی قانون کے ہر اصول کی خلاف ورزی کرتا ہے۔

عہد توڑنا

اور یہ صرف بین الاقوامی قانون نہیں ہے۔ صیہونیت یہودی قانون ہلاخہ کی بھی خلاف ورزی کرتی ہے، جس میں جنگ کے لیے سخت قواعد شامل ہیں:

- شہریوں کو بچانا ضروری ہے
- شہروں کو حملے سے پہلے امن کی پیشکش کرنی چاہیے
- پھل دینے والے درختوں کو تباہ نہیں کرنا چاہیے

- قیدیوں کے ساتھ انسانی سلوک کرنا چاہیے
- بھوک، بلا امتیاز قتل اور غیر ضروری ظلم ممنوع ہے

یہ قوانین اختیاری نہیں ہیں۔ یہ تورات ہیں۔ اور اسرائیل نے ہر ایک کو منظم طریقے سے توڑا ہے:

- اس نے جان بوجھ کر اسکولوں، ہسپتالوں، میکریوں اور پناہ گاہوں پر بمباری کی ہے۔
- اس نے بھوک کو جنگ کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا ہے۔
- اس نے امداد روکی، پانی کے ڈھانچے کو تباہ کیا اور 20 لاکھ سے زیادہ لوگوں کی بجلی منقطع کی۔
- اس نے باغات کو زمین بوس کیا، گھروں کو مسمار کیا اور پورے محلات کی نسلی صفائی کی۔

یہ دفاع نہیں ہے۔ یہ بے حرمتی ہے۔ یہودی قانون، یہودی اخلاقیات اور یہودیوں کے خدا کے ساتھ عہد کی خیانت۔

بیکو اچ نقش اور بیٹسیلم ایلہیم

روایتی یہودیت کا ماننا ہے کہ انسانی زندگی مقدس ہے۔ بیکو اچ نقش کا اصول۔ زندگی بچانے کی ذمہ داری۔ تقریباً تمام دیگر احکام پر غالب ہے۔ زندگی کی قیمت لاتنا ہی ہے۔ ایک معصوم زندگی لینا خدا کے نام کی بے حرمتی ہے۔

مزید یہ کہ، یہودیت سکھاتی ہے کہ تمام انسان بیٹسیلم ایلہیم۔ خدا کی صورت میں بنائے گئے ہیں (پیدائش 1:27)۔ اس میں فلسطینی بھی شامل ہیں۔ غزہ کا ہر بچہ الہی نشان رکھتا ہے۔ لمبے تلے دبی ہر عورت، ڈرونز کے ذریعے سزا پانے والا ہر باپ، محاصرے کی وجہ سے بھوک سے مرنے والا ہر خاندان اپنے اندر خدا کی صورت کی چنگاری رکھتا ہے۔

ان کی انسانیت سے انکار کرنا خدا سے انکار کرنا ہے۔ خدا کے نام پر ان کا قتل چیلل ہاشم ہے۔ الہی کی بے حرمتی۔

داؤد بمقابلہ جالوت

اسرائیل خود کو ایک دشمن علاقے میں واحد جمہوریت کے طور پر پیش کرنا پسند کرتا ہے۔ حقیقت میں، اس کے پاس مشرق وسطیٰ کی سب سے جدید فوج ہے، جو ریاستہائے متحدہ کی غیر مشروط حمایت سے ہے اور سیمسن آپشن کے نام سے مشہور نظریے کے تحت ایٹمی ہتھیاروں سے لیس ہے۔

اس کے باوجود، یہ بچوں کے پھینکے ہوئے پتھروں کا جواب گولیوں سے دیتا ہے۔ یہ حماس کے بنائے ہوئے راکٹوں کا جواب دیتا ہے۔ جو کہ تقریباً سبھی اس کے آرن ڈوم سے روک لیے جاتے ہیں۔ 2000 پاؤنڈ کے بموں سے۔ یہ پورے خطے میں۔ یمن، شام، لبنان، ایران۔ ”پیشگی“ حملے کرتا ہے اور جب جواب میں حملہ ہوتا ہے تو دہشت گردی کا رونا روتا ہے۔ اس نے یہودی صدمے کو اجتماعی قتل کے جواز کے لیے ہتھیار بنایا ہے۔

لیکن دنیا بدل رہی ہے۔ آنکھیں کھل رہی ہیں۔ ظلم کو اب متقی زبان یا ماضی کے دکھوں کی ایملوں سے نہیں چھپایا جاسکتا۔ خون بہت واضح ہے۔ لاشیں بہت زیادہ ہیں۔

امریکہ کی ہم نوائی

اسرائیل کا سب سے بڑا حامی، ریاستہائے متحدہ، نے اقوام متحدہ کی سلامتی کونسل میں اسرائیل کی تنقید کرنے والی تقریباً ہر قرارداد پر ویٹو لگایا ہے۔ لیکن وہ اس سے بھی آگے بڑھے۔

2024-2025 میں، امریکہ نے بین الاقوامی فوجداری عدالت کے چیف پراسیکیوٹر کریم خان اور کئی آئی سی سی ججوں پر پابندیاں عائد کیں جب انہوں نے غزہ میں انسانیت کے خلاف جرائم اور جنگی جرائم کے لیے اسرائیلی وزیراعظم بنجامن نیتن یاہو اور وزیر دفاع یوآف گالنت کے لیے گرفتاری کے وارنٹ جاری کیے۔

امریکہ نے اقوام متحدہ کی مقبوضہ فلسطینی علاقوں کی خصوصی نمائندہ فرانسیسکا البانیز کو بھی سچ بولنے کی جرات کرنے پر نشانہ بنایا۔ دریں اثنا، نیتن یاہو۔ جو بین الاقوامی گرفتاری کے وارنٹ کا ہدف ہے۔ آزادانہ طور پر سفر کرتا ہے اور مغربی رہنماؤں، بشمول سابق صدر ڈونلڈ ٹرمپ، کی طرف سے وائٹ ہاؤس میں خیر مقدم کیا جاتا ہے۔

مغربی میڈیا اور ”سب سے زیادہ اخلاقی فوج“

وہ اسرائیلی فوج کو ”دنیا کی سب سے زیادہ اخلاقی فوج“ کہتے ہیں۔ یہ جملہ ایک مقدس صحیفے کی طرح دہرایا جاتا ہے جبکہ یہ امریکی ساختہ بموں کو پناہ گزین کیمپوں پر گراتی ہے، کھانے کے انتظار میں کھڑے شہریوں کا قتل عام کرتی ہے، اور صحافیوں، ڈاکٹروں اور بچوں کو نشانہ بناتی ہے۔

مغربی میڈیا، جو سچائی کا محافظ ہونا چاہیے، نے ہم نوائی میں شمولیت اختیار کی ہے۔ وہ مغربی کنارے پر آباد کاروں کے ہجوم کو ”تصادم“ کے طور پر بیان کرتے ہیں۔ وہ قتل کیے گئے فلسطینی بچوں کے نام دفن کرتے ہیں جبکہ ہر اسرائیلی دعوے کو بڑھا چڑھا

کرپش کرتے ہیں، خواہ وہ کتنا ہی بے بنیاد ہو۔ وہ یہود دشمنی کے الزامات کو اختلاف رائے کو خاموش کرنے کے ہتھیار کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

اسرائیلی فوجی ویڈیوز پوسٹ کرتے ہیں جن میں وہ لوٹی ہوئی فلسطینی گھروں میں ناچتے ہیں، مرنے والوں کا مذاق اڑاتے ہیں، اور نقل مکانی کا جشن مناتے ہیں۔ یہ چھپایا نہیں جاتا۔ اس سے انکار نہیں کیا جاتا۔ یہ فخر سے پیش کیا جاتا ہے۔ نازی جرائم کی ایک لہناؤنی الٹ پھیر: جہاں نازیوں نے چھپ کر قتل کیا، صیہونی سب کے سامنے قتل کرتے ہیں۔ دنیا کا مذاق اڑاتے ہوئے، اسے روکنے کی ہمت دلاتے ہوئے۔

انسانی ضمیر کے خلاف جنگ

غزہ میں جو کچھ ہو رہا ہے وہ صرف فلسطینی عوام کے خلاف جرم نہیں ہے۔ یہ انسانیت کے خلاف جرم ہے۔

دنیا کی سب سے جدید فوجوں میں سے ایک کو 20 ڈالر کے خیموں میں رہنے والے خاندانوں پر ایف-16 سے 100,000 ڈالر کے بم گراتے دیکھنا جنگ نہیں ہے۔ یہ انسانی ضمیر پر حملہ ہے۔ ”خود دفاع“ کے نام پر جلے ہوئے بچوں کی لاشوں کو جائز قرار دینا اخلاق کے تصور کی توہین ہے۔

اسرائیل غزہ کا انٹرنیٹ بند کر سکتا تھا، جیسے اس نے بجلی، پانی اور امداد بند کی۔ لیکن وہ انٹرنیٹ کو چالو رکھتا ہے۔ کیوں؟ کیونکہ وہ چاہتا ہے کہ دنیا یہ دیکھے۔ یہ نفسیاتی جنگ ہے۔ یہ ایک دھمکی ہے: دیکھو ہم کیا کر سکتے ہیں۔ اور جان لو کہ کوئی قانون، کوئی عدالت، کوئی اصول ہمیں نہیں روک سکتا۔

یہ صرف غزہ کے خلاف جنگ نہیں ہے۔ یہ ہمدردی کے خلاف جنگ ہے۔ سچائی کے خلاف جنگ۔ تمہاری روح کے خلاف جنگ۔

عہد توڑنے کی قیمت

عہد قتل کی اجازت نہیں ہے۔ یہ انصاف، رحم اور عاجزی کا مطالبہ کرتا ہے۔ اور تورات خبردار کرتی ہے: جب اسرائیل اپنی اخلاقی ذمہ داریوں کی خلاف ورزی کرتا ہے، خدا اپنی نعمت واپس لے لیتا ہے۔

”اگر تم میری بات نہ مانو گے... تو میں تمہیں قوموں میں بکھیر دوں گا اور تمہارے پیچھے تلوار لھینچوں گا۔“ (اجبار 26:33)

صیہونیت نے اس عہد کو توڑ دیا ہے۔ اس نے زمین اور طاقت کو بت بنا دیا ہے۔ اس نے یوہ، یتیم اور اجنبی کو چھوڑ دیا ہے۔ اس نے وعدہ شدہ سر زمین کو قبرستان میں بدل دیا ہے۔

حساب کتاب ناگزیر ہے۔ قانونی، تاریخی اور الہیاتی۔ انصاف کا خدا مذاق نہیں اڑایا جاسکتا۔ عہد کوئی ہتھیار نہیں ہے۔ اور ہر بچے کا خون زمین سے پکارتا ہے، قاتن کو دیے گئے انتباہ کی بازگشت کرتا ہے:

”تم نے کیا کیا؟ تمہارے بھائی کے خون کی آواز زمین سے میری طرف پکار رہی ہے۔“ (پیدائش 4:10)

نتیجہ

آج غزہ میں کیے جانے والے جرائم صرف ایک قوم کے خلاف نہیں ہیں، بلکہ ایک اصول کے خلاف ہیں۔ اس اصول کے خلاف کہ تمام انسانی جانیں قیمتی ہیں۔

جب دنیا غزہ کو جلتا ہوا دیکھتی ہے، تباہ ہونے والی صرف فلسطینی جانیں نہیں ہیں۔ یہ انصاف، قانون اور انسانی وقار کا معنی ہے۔ صیہونیت نے دنیا کو الٹ پلٹ کر دیا ہے۔ اس نے جنگ کو امن، نوآبادیات کو خود دفاع، قتل عام کو اخلاقیات میں بدل دیا ہے۔ اس نے بین الاقوامی اداروں کو خراب کیا، سچ بولنے والوں کو خاموش کیا اور فتح کے قوم پرستانہ ایجنڈے کی خدمت کے لیے ایک قدیم مذہب کو اغوا کیا۔

لیکن یہ اختتام نہیں ہے۔ تاریخ ختم نہیں ہوئی۔ اور یہ ان لوگوں کے ساتھ نرمی نہیں کرے گی جنہوں نے اخلاقیات پر طاقت کو ترجیح دی۔

کوئی سلطنت ہمیشہ قائم نہیں رہتی۔ اور انصاف ان لوگوں کے لیے ہوگا جنہوں نے راستبازی پر منافع اور شفقت پر ظلم کو ترجیح دی۔

ایک ایسی دنیا میں جہاں نا انصافی قانون بن جاتی ہے، مزاحمت کوئی جرم نہیں ہے۔ یہ ایک فرض ہے۔